فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح ہوا؟

جواب: یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح کرنا ثابت نہیں۔ حدیث میں جو مذکور ہے کہ عائشہ! آپ یوسف علیہ السلام والی عورت زلیخا یا دوسری عورتوں کی طرح اصرار کر رہی ہو، تو اس سے زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی بیوی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ زلیخا نامی عورت یا ان عورتوں، جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، کا معاملہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا، اس وجہ سے انہیں ''صواحب یوسف'' کہا گیا۔ کسی نے اس سے یوسف علیہ السلام کی زوجہ یا زوجات کا ثبوت فراہم نہیں کیا۔ محض لفظوں کی جنگ لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ قرآن وحدیث کو اسلاف امت کے علم وفہم کی بنیاد پر سمجھنا چاہیے، ورنہ ہر گمراہ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے اپنی دلیل کشید کر سکتا ہے۔

سوال: خرید وفروخت میں قسمیں اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: خرید وفروخت میں جھوٹی قسمیں اٹھانا حرام اور ناجائز ہے۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ قَالَ :فَقَرَاَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ اَبُو ذَرٍّ : خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ .

''روز قیامت اللہ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، سیدنا ابوذر نے عرض کیا: وہ تو ناکام ونامراد ہوگئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم : 106)

خرید وفروخت یا دیگر معاملات میں بکثرت قسمیں کھانا بھی پسندیدہ نہیں، خواہ وہ سچی قسمیں ہوں۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾(القلم : ١٠)

''ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا، جو بہت قسمیں اٹھانے والا ذلیل ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(البقرة : ٢٢٤)

''اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ مت بناؤ، کہ (قسمیں اٹھا کر) تم نیکی کرتے ہو، پرہیزگاری اختیار کرتے ہو اور لوگوں میں صلح کرواتے ہو۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔''

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ، ثُمَّ يَمْحَقُ.

”خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے بچیں، اس سے مال تو بک جاتا ہے، مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔“

(صحيح مسلم : 1607)

(سوال): فارسی میں قرآن کریم کی قرأت کا کیا حکم ہے؟

(جواب):

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے صوت وحروف کے ساتھ عربی میں کلام کیا ہے۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی قرأت فارسی میں کی جا سکتی ہے، یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے منافی ہے۔ اس میں واضح الحاد ہے اور اسلام کا انہدام ہے۔ قرآن وحدیث اور اسلاف امت کی مخالفت ہے۔ یہ نظریہ جہمیہ، کلابیہ، اشاعرہ اور معتزلہ سے مستعار ہے۔ اسی نظریہ کی بنا پر بعض نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ابجد (۷۸۶) نکال لیے ہیں، جبکہ یہ صریح کفر ہے اور بدعت مکفرہ ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ ومعانی پر پہرہ دے۔ کسی دوسری زبان میں قرآن متعارف کرانا، اس سے لازم آئے گا کہ کئی قرآن ہیں، جبکہ قرآن ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان علما کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے اس نظریہ کو زندیقیت سے تعبیر کیا ہے اور اسے پاگلوں کا فعل قرار دیا ہے۔

❀ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : إِنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَقَرَأَ بِهَا وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَجْزَأَهٗ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عربی جاننے کے باوجود اگر کوئی فارسی میں نماز شروع کرے اور فارسی میں ہی قرأت کرے، تو اسے کفایت کرے گا۔''

(الأصل :15/1)

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِالْفَارِسِيَّةِ أَوْ قَرَأَ بِالْفَارِسِيَّةِ أَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰى بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَجْزَأَهٗ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

''عربی جاننے کے باوجود اگر کوئی فارسی میں نماز شروع کرے یا فارسی میں قرأت کرے، یا ذبح کرتے وقت فارسی میں اللہ کا نام لے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اُسے کفایت کرے گا۔''

(الهداية :48/1)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع:

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

يُرْوٰى رُجُوعُهٗ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ إِلٰى قَوْلِهِمَا .

''مروی ہے کہ اصل مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔''

(الهِداية :49/1)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ فَلَمْ يَكُنْ لِنَصْبِهِ الْخِلَافَ فَائِدَةٌ .

''اگر واقعی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے رجوع کر لیا تھا، تو صاحب ہدایہ کا یہاں اختلاف ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 527/2)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نماز میں قرآن کو فارسی زبان میں پڑھنا جائز سمجھتے تھے، اس بارے میں ان کا رجوع ثابت نہیں۔ اس رجوع کو بیان کرنے والا نوح بن ابی مریم ہے، جو باتفاقِ محدثین ''ضعیف''، ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

فارسی میں قرأت اور علمائے احناف:

❁ علامہ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (۶۱۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهٗ بِالْقِرَاءَ ةِ بِالْفَارِسِيَّةِ إِنَّمَا الْخِلَافُ فِي الْجَوَازِ .

''علمائے احناف کا اجماع ہے کہ فارسی میں قرأت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اختلاف تو (اس عمل کے) جواز میں ہے۔''

(المُحيط البُرهاني :307/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعَاجِزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَازَ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا .

''جو شخص عربی سے عاجز ہو، وہ اگر فارسی میں قرآن کی قرأت کرے، تو جائز

ہے،اس میں ہمارے اصحاب کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(شرح أبي داود : 14/4)

۞ علمائے احناف نے لکھا ہے:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ يُكْرَهُ لَهُمْ (الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ) مَسُّهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الصَّحِيحِ .

''قرآن فارسی میں لکھا ہو،تو جنبی اور حائضہ کے لیے اس کا چھونا بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے،صحیح قول کے مطابق قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:1/39،فتاوی قاضی خان:1/86)

۞ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ يَحْرُمُ عَلَى الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ مَسُّهُ بِالْإِجْمَاعِ وَهُوَ الصَّحِيحُ .

''قرآن فارسی میں لکھا ہو،تو جنبی اور حائضہ کے لیے اس کو چھونا امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہم اللہ کے نزدیک حرام ہے۔یہی صحیح مسئلہ ہے۔''

(البحر الرّائق :1/212)

امت مسلمہ عربی قرآن کے علاوہ کسی قرآن سے واقف نہیں۔اس کے باوجود یہ لوگ قرآنِ کریم کے متعلق گم راہ کن عقیدہ بنائے بیٹھے ہیں۔معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام نہیں، بلکہ مجازی ہے،یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلام کیا ہے، وہ صوت

اورحروف پر مشتمل نہیں، نیز قرآن میں تغیر وتبدل ہوسکتا ہے۔(نعوذ باللہ!)۔

علمائے احناف کا رد:

❁ علامہ ابوبکر،محمد بن فضل بخاری حنفی رحمہ اللہ (۳۸۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْخِلَافُ فِيمَا إِذَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ، فَمَنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ فَهُوَ زِنْدِيقٌ أَوْ مَجْنُونٌ، فَالْمَجْنُونُ يُدَاوٰى، وَالزِّنْدِيقُ يُقْتَلُ .

”(فارسی میں قرأت کے جواز اور عدم جواز کا) یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب (فارسی میں قرأت) زبان پر غیر ارادی طور پر جاری ہو جائے۔ لہٰذا اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا کرے،تو وہ زندیق ہے یا مجنون ہے۔پس مجنون کا علاج کروایا جائے اور زندیق کو قتل کر دیا جائے۔“

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية لابن أبي العز : 527/2، شرح التّلويح للتفتازاني : 54/1، البِناية شرح الهداية للعيني : 177/2)

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ حَاصِلٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ عَلٰى أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُجْزِي إِلَّا بِقِرَاءَةِ هٰذَا النَّظْمِ عَلٰى مَا هُوَ بِهٖ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ فَإِنَّهٗ قَالَ : تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ بِالْفَارِسِيَّةِ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ قرآن کی ترتیب ونظم کے ساتھ قرأت کے بغیر نماز جائز نہیں،مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فارسی زبان میں قرأت جائز ہے۔“

(الرّدّ على من أنكر الحرف والصّوت، ص 237)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا تُجْزِئُهُ الْقِرَاءَ ةُ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، وَلَا إِبْدَالُ لَفْظِهَا بِلَفْظٍ عَرَبِيٍّ، سَوَاءٌ أَحْسَنَ قِرَاءَ تَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ أَوْ لَمْ يُحْسِنْ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : يَجُوزُ ذٰلِكَ .

''عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں قرأت جائز نہیں، نہ قرآن کے الفاظ عربی میں تبدیل کرنا جائز ہے، خواہ وہ عربی میں اچھا طرح قرأت کرسکتا ہو، یا اچھی طرح قرأت نہ کرسکتا ہو، امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے یہی کہا ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے: غیر عربی میں قرأت کرنا جائز ہے۔''

(المُغني :350/1)

❁ علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْقِرَاءَ ةُ مَعَ الْقُدْرَةِ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، وَقَالُوا : لَوْ قَرَأَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مَجْنُونًا فَيُدَاوٰى، أَوْ زِنْدِيقًا فَيُقْتَلَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَكَلَّمَ بِهِ بِهٰذِهِ اللُّغَةِ، وَالْإِعْجَازُ حَصَلَ بِنَظْمِهِ وَمَعْنَاهُ .

''قدرت کے باوجود غیر عربی میں قرأت جائز نہیں، فقہا کہتے ہیں: اگر کسی نے بغیر عربی کے قرأت کی، وہ تو پاگل ہوگا، جس کا علاج کرایا جائے یا زندیق ہوگا، جسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اسی (عربی) زبان میں کلام کیا ہے۔ (قرآن کا) اعجاز اس کے نظم (الفاظ وترتیب) اور معنی کے ساتھ حاصل ہوگا۔''

(شرح الطّحاوية لابن أبي العزّ، ص 187)

❁ علامہ محمد بن محمد کا کی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ تَعَمَّدَ قِرَاءَ ةَ الْقُرْآنَ أَوْ كِتَابَتَهٗ بِالْفَارِسِيَّةِ فَهُوَ مَجْنُونٌ أَوْ زِنْدِيقٌ وَالْمَجْنُونُ يُدَاوٰى وَالزِّنْدِيقُ يُقْتَلُ .

''جس نے جان بوجھ کر فارسی میں قرآن کی قرأت کی یا قرآن کو لکھا، وہ پاگل ہے یا زندیق ہے۔ پاگل کا علاج کرایا جائے اور زندیق کو قتل کر دیا جائے۔''

(روح المَعاني للآلوسي : 365/6)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کو فارسی میں پڑھا یا لکھا جا سکتا ہے۔ دراصل اس جواز کی ایک بنیاد ہے، وہ یہ کہ احناف کے نزدیک قرآن کلام معنی ہے۔ مطلب کہ اللہ تعالیٰ نے صوف وحروف کے ساتھ کلام نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی کلام ہے، وہ معنوی ہے۔ گویا تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید ایک ہی معنوی کلام ہے، جس کے الفاظ من جانب اللہ نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر قرآن کے معانی عربی کے علاوہ کسی بھی زبان میں ادا کر لیے جائیں، تو اسے قرآن کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے نماز میں فارسی میں قرأت جائز ہے۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معانی من جانب اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صوت وحروف کے ساتھ کلام کیا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قرآن وہی ہے، جو دو گتوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر قرآن کے معانی کسی زبان میں ادا کر لیے جائیں، یا عربی میں ہی دوسرے الفاظ کے ساتھ ادا کر لیے جائیں، تو اسے قرآن نہیں کہا جا سکتا، بلکہ وہ ترجمہ یا تفسیر ہے۔

❀ سیدنا آدم علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

كَتَبَ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهٖ .

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔''

(صحيح البخاري : 6614، صحيح مسلم : 2652، واللّفظ لهٗ)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ .

''جب اللہ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے، تو آسمان والے (فرشتے) سنتے ہیں۔''

(التّوحيد لابن خزيمة : 351/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مؤقف پر اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے:

﴿وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ﴾ (الشّعراء : ١٩٦)

''پہلے نبیوں کی کتابوں میں قرآن کا تذکرہ موجود ہے۔''

کہتے ہیں: ﴿إِنَّهٗ﴾ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف لوٹتی ہے، کہ قرآن گزشتہ کتابوں میں سے ہے۔ اگر قرآن کریم الفاظ اور معانی دونوں کا نام ہے، تو گزشتہ کتابوں میں سے کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو عربی میں نہیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف معانی کا نام ہے، یہ معانی کسی بھی زبان میں ادا کر دیے جائیں۔

جواب: یہ توجیہ کئی وجوہ سے مخدوش ہے۔

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهٗ﴾ أَيْ ذِكْرُ إِنْزَالِ الْقُرْآنِ، قَالَهٗ أَكْثَرُ الْمُفَسِّرِينَ .

''یعنی قرآن کے نزول کا ذکر۔ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔''

(تفسير البغوي : 129/6)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ مَعْنَاهُ عَلَى الرُّسُلِ بِلُغَتِهِمْ، بَلِ الْمُرَادُ مِنْ كَوْنِهِ فِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ذِكْرُهُ وَالْإِخْبَارُ عَنْهُ، وَإِلَّا فَالْقُرْآنُ لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَنْزِلْ عَلٰى غَيْرِهِ مِنَ الرُّسُلِ، وَلَيْسَتِ التَّوْرَاةُ هِيَ الْإِنْجِيلَ، وَلَا الْإِنْجِيلُ التَّوْرَاةَ، بَلْ كُلٌّ مِّنْهُمَا غَيْرُ الْآخَرِ وَغَيْرُ الْقُرْآنِ أَيْضًا .

''اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ قرآن کریم کا معنی (پہلے) رسولوں پر ان کی زبان میں نازل ہوا، بلکہ قرآن کا پہلی کتابوں میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا تذکرہ پہلی کتب میں موجود تھا اور اس کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ ورنہ تو قرآن کریم ایک ہی مرتبہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، آپ کے علاوہ کسی رسول پر نازل نہیں ہوا۔ تورات انجیل نہیں اور نہ انجیل تورات ہے، بلکہ دونوں ایک دوسرے سے الگ کتابیں ہیں، اسی طرح قرآن سے بھی الگ ہیں۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهدایة : 527/2)

۞ نیز فرماتے ہیں:

''جس نے یہ کہا کہ کلام اللہ معنی واحد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اس سے سنا نہیں گیا۔ اگر اُسے عربی میں ڈھالا جائے، تو وہ قرآن ہے اور اگر سریانی زبان میں ڈھالا جائے، تو وہ انجیل ہے۔ تو یہ بات بہت اشکال والی ہے، کیونکہ جب یقینی طور پر سورت تبت (لہب) سورت اخلاص کا غیر ہے اور

سورت بقرہ، سورت فیل کا غیر ہے، تو قرآن کریم کیسے تورات اور انجیل کا غیر نہیں؟ قرآن کا پہلے انبیا کی کتابوں میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کا ذکر اور اس کے متعلق خبر پہلے انبیا کی کتابوں میں موجود ہے، اس پر دلیل لفظ زُبُر ہے، کیونکہ یہ زبور بمعنی مزبور کی جمع ہے، اس کا معنی ہے: لکھا ہوا۔ لہٰذا قرآن کا وجود ان کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ، کہ جن پر قرآن نازل ہونا تھا، کا وجود ان کی کتابوں میں موجود تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے: ﴿يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾ ''وہ نبی کریم ﷺ (کے ذکر) کو تورات اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں۔'' پس آیت سے مراد یہ ہے کہ قرآن کے متعلق خبر کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ (کا ذکر) ان کے پاس موجود تورات اور انجیل میں مندرج ہے۔ شبہ اس لیے پیدا ہوا کہ قرآن کے لفظ سے کبھی قرآن لکھنا مراد ہوتا ہے اور کبھی قرآن کا نام لکھنا۔ اس کے برعکس رسول کے لکھے جانے سے مراد ان کا نام ہی ہوتا ہے۔ جبکہ تورات میں بدر و اُحد کا واقعہ موجود نہیں، نہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم اور بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا نسخ وغیرہ موجود ہے۔

جس نے یہ کہا کہ قرآن فقط کلامِ معنی کا نام ہے اور اس کا نظم (الفاظ اور ترتیب) مخلوق ہیں۔ اس کی یہ بات معتزلہ کے مشابہ ہے، جو خلق قرآن کے قائل ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کلام اللہ ہیں، جیسا کہ شیخ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) نے ''المنار'' میں اور دیگر مشائخ

نے ذکر کیا ہے۔ جب یہ معلوم ہو چکا کہ قرآن عربی نظم (الفاظ وترتیب) کا نام ہے اور ہمیں نماز میں قرآن کریم کی قرأت کا حکم دیا گیا، تو جس نے عربی کے علاوہ کسی زبان میں قرأت کی، وہ قرآن کی قرأت کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس نے ایسا کلام کیا، جو نماز کے منافی ہے، لہٰذا اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ چاہے وہ عربی سے واقف ہو یا نہ ہو، اگر چہ وہ قرآن نہ جانتا ہو اور قرآن (کے معانی) کی تعبیر فارسی زبان میں کرنا جانتا ہو اور اسے زبانی یاد ہو (تو بھی جائز نہیں)۔ یہ اُمی (اَن پڑھ) ہے، اس پر قرآن سیکھنا واجب ہے۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 2/528-530)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ أَوْ شَيْئًا مِنْهَا، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فِي صَلَاتِهٖ مُتَرْجَمًا بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، أَوْ بِأَلْفَاظٍ عَرَبِيَّةٍ غَيْرِ الْأَلْفَاظِ الَّتِي أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، عَامِدًا لِذٰلِكَ، أَوْ قَدَّمَ كَلِمَةً أَوْ أَخَّرَهَا عَامِدًا لِذٰلِكَ، بَطَلَتْ صَلَاتُهٗ، وَهُوَ فَاسِقٌ؛ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ : ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾(يوسف : ٢)، وَغَيْرُ الْعَرَبِيِّ لَيْسَ عَرَبِيًّا، فَلَيْسَ قُرْآنًا، وَإِحَالَةُ رُتْبَةِ الْقُرْآنِ تَحْرِيفُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَالَ : ﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ﴾(النّساء : ٤٦) وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : تُجْزِيهِ صَلَاتُهٗ، وَاحْتَجَّ لَهٗ مَنْ قَلَّدَهٗ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ﴾

(الشُّعرآء : ١٩٦) قَالَ عَلِيٌّ : لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي هٰذَا؛ لِأَنَّ الْقُرْآنَ الْمُنَزَّلَ عَلَيْنَا عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْزِلْ عَلَى الْأَوَّلِينَ، وَإِنَّمَا فِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ذِكْرُهُ وَالْإِقْرَارُ بِهٖ فَقَطْ؛ وَلَوْ أُنْزِلَ عَلٰى غَيْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَا كَانَ آيَةً لَهٗ، وَلَا فَضِيلَةَ لَهٗ، وَهٰذَا لَا يَقُولُهٗ مُسْلِمٌ، وَمَنْ كَانَ لَا يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ فَلْيَذْكُرْ اللّٰهَ تَعَالٰى بِلُغَتِهٖ؛ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرة : ٢٨٦) وَلَا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يَقْرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ وَلَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ مُتَرْجَمًا عَلٰى أَنَّهُ الَّذِي افْتَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْرَأَهٗ؛ لِأَنَّهٗ غَيْرُ الَّذِي افْتَرَضَ عَلَيْهِ كَمَا ذَكَرْنَا؛ فَيَكُونُ مُفْتَرِيًا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

''جس نے نماز میں جان بوجھ کر سورت فاتحہ یا اس کے کچھ حصہ کا یا قرآن کے کسی بھی حصہ کا عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ پڑھا یا پڑھا تو عربی میں ہی، مگر ان الفاظ کے علاوہ، جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیے، یا جان بوجھ کر کسی لفظ کو آگے یا پیچھے کیا، تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور وہ فاسق (کبیرہ گناہ کا مرتکب) ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ''ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا۔'' غیر عربی کو عربی نہیں کہا جاتا، لہٰذا وہ قرآن بھی نہیں۔ قرآن کی ترتیب کو بدلنا کلام اللہ کی تحریف ہے۔ جن لوگوں نے تحریف کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿يُحَرِّفُونَ

الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ﴾ ''وہ الفاظ کوان کی اصل جگہ سے پھیر دیتے ہیں۔''
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی نماز جائز ہے۔ان کے مقلدین
نے ان کی دلیل میں یہ فرمان باری تعالیٰ پیش کیا ہے: ﴿وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ
الْأَوَّلِينَ﴾ ''قرآن کا ذکر پہلے نبیوں کی کتابوں میں موجود ہے۔'' علامہ ابن
حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں احناف کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ جو
قرآن ہم پر ہمارے نبی کی زبان (عربی) میں نازل ہوا، وہ پہلے انبیا پر نازل
نہیں ہوا، بلکہ پہلے انبیا کی کتابوں میں صرف اس کا ذکر اور اقرار موجود تھا۔اگر
قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی پر بھی نازل ہوا ہوتا، تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے معجزہ اور فضیلت نہ ہوتا۔جبکہ یہ بات کوئی مسلمان نہیں کرتا۔(درست
بات یہ ہے کہ) جو شخص عربی کی ادائیگی نہیں کر سکتا، وہ اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ
کا ذکر کر لے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا
وُسْعَهَا﴾ ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں
ٹھہراتا۔'' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ (نماز میں) فرضیت کو ادا کرنے کے
لیے سورت فاتحہ یا قرآن کے کسی حصہ کا ترجمہ پڑھے، کیونکہ یہ وہ قرأت نہیں
ہے، جو اس پر فرض ہے۔جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔اس طرح وہ اللہ
تعالیٰ پر افترا باندھنے والا ہو جائے گا۔''

(المحلّٰی بالآثار: 285/2، مسألة: 367)

❀ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ دِيَارِ الْإِسْلَامِ مُطْبِقُونَ بِالْكُلِّيَّةِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي

الصَّلَاةِ كَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَمَنْ عَدَلَ عَنْ هٰذَا الطَّرِيقِ دَخَلَ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ .

''تمام علاقوں کے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نماز میں قرآن کی قرأت اسی طرح کی جائے گی، جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل کیا۔ جو اس طریقہ سے ہٹ گیا، وہ اس فرمان الٰہی میں داخل ہو جائے گا:﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ''جس نے مومنوں کے علاوہ کسی اور کے راستے کی پیروی کی۔''

(تفسير الرّازي :184/1)

تنبیہ:

رُوِيَ أَنَّ الْفُرْسَ كَتَبُوا إِلٰى سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمُ الْفَاتِحَةَ بِالْفَارِسِيَّةِ فَكَانُوا يَقْرَؤُونَ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى لَانَتْ أَلْسِنَتُهُمْ لِلْعَرَبِيَّةِ .

''روایت ہے کہ اہل فارس نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ انہیں فارسی زبان میں سورت فاتحہ لکھ دیں۔ اہل فارس اسے نماز میں پڑھتے رہے، یہاں تک کہ ان کی زبانیں عربی سے مانوس ہو گئیں۔''

(المَبسوط للسّرخسي :37/1، المُحيط لابن مازه :307/1، روح المَعاني : 365/6)

یہ جھوٹی روایت ہے۔

نوٹ:

قرآن کی قرأت کے علاوہ بھی علمائے احناف نے کئی مسائل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی

طرف منسوب کر رکھے ہیں کہ ان کی ادائیگی عربی کے علاوہ فارسی وغیرہ میں جائز ہے، مثلاً فارسی میں اذان، تکبیر تحریمہ، خطبہ، کلمہ شہادت، ذبح کے وقت تکبیر اور تلبیہ کہنا۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ اگر کوئی شخص سجدہ والی آیت کو فارسی میں تلاوت کرے، تو تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔

یہ مسائل سراسر قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ ان سے الحاد کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اسلام کا شدید نقصان ہے۔

❁ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۳۷۳ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَذَّنَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَوْ خَطَبَ أَوْ تَشَهَّدَ أَجْزَأَهُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ .

''اگر کوئی شخص عربی جاننے کے باوجود فارسی میں اذان کہے، یا خطبہ دے، یا کلمہ شہادت پڑھے، تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اُسے کافی ہوگا۔''

(عُيُون المَسائل، ص 26)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَوْ تَلَا سَجْدَةً بِالْفَارِسِيَّةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْجُدَهَا وَعَلٰى مَنْ سَمِعَهَا وَفَهِمَهَا .

''جس نے سجدے والی آیت کی فارسی زبان میں تلاوت کی، تو پڑھنے والے، سننے والے اور سمجھنے والے پر سجدہ کرنا لازم ہے۔''

(عُيُون المَسائل، ص 26)

❁ علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ شَرَعَ بِالتَّسْبِيحِ أَوْ بِالتَّهْلِيلِ أَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ صَحَّ .

''اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ یا فارسی (میں تکبیر کہنے) سے کرتا ہے، تو تکبیر تحریمہ صحیح ہے۔''

(كنز الدّقائق، ص 162، الدّر المختار للحَصكفي، ص 159)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَبَّرَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ مُطْلَقًا .

''اگر کوئی شخص فارسی میں تکبیر کہے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلق طور پر جائز ہے۔''

(منحة السّلوك، ص 123)

۞ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

...... ذَبَحَ وَسَمَّى بِهَا أَيْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ جَائِزٌ بِالِاتِّفَاقِ؛ لِأَنَّ الشَّرْطَ فِيهِ الذِّكْرُ وَهُوَ حَاصِلٌ بِأَيِّ لُغَةٍ كَانَ .

''......جس نے جانور ذبح کیا اور فارسی میں اللہ کا نام لیا، تو احناف کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ ذبح میں اللہ کا نام لینا شرط ہے، وہ کسی بھی زبان میں ادا کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔''

(تبيين الحَقائق : 3/137)

۞ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

نُقِلَ فِي الدُّرِّ عَنِ التَّتَارْخَانِيَّةِ أَنَّ الشُّرُوعَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَالتَّلْبِيَّةِ يَجُوزُ مُطْلَقًا اِتِّفَاقًا .

''درمختار میں تتارخانیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ نماز کی ابتدا (میں تکبیر تحریمہ کی ادائیگی) فارسی زبان سے کرنا، تلبیہ کی طرح ہے، (یعنی) احناف کے نزدیک بالاتفاق مطلق طور پر جائز ہے۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 223)

(سوال): کیا اپنی اولاد کو تحفہ دیتے ہوئے ان میں برابری کرنا ضروری ہے؟

(جواب): اولاد کو تحفہ میں برابر حق دینا ضروری ہے۔ اولاد میں عدل واجب ہے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میری والدہ نے میرے والد سے مطالبہ کیا کہ مجھے اپنے مال سے کوئی چیز ہبہ کریں۔ (پہلے تو انہوں نے انکار کیا) بعد میں راضی ہو گئے اور مجھے وہ چیز ہبہ کردی۔ والدہ نے کہا: جب تک آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ میں گواہ نہیں بنا لیتے، میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ میرے والد میرا ہاتھ پکڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں ابھی نو عمر تھا۔ میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس لڑکے کی والدہ (عمرہ) بنتِ رواحہ کہتی ہیں کہ میں اس لڑکے کو ایک چیز ہبہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اس کے علاوہ بھی تمہاری کوئی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یوں ارشاد فرمایا: مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ۔''

(صحيح البخاري: 2585، صحيح مسلم: 1623)

❁ صحیح مسلم (1623) میں ہے:

قَارِبُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ .

''اپنی اولاد کے مابین برابر تقسیم کرو۔''

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُّسَوِّيَ بَيْنَ أَوْلَادِهٖ فِي الْهِبَةِ، وَيَهِبُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِّثْلَ الْآخَرِ وَلَا يُفَضِّلُ، وَيُسَوِّي بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى .

''اس حدیث میں مذکور ہے کہ ہبہ میں ساری اولاد کو برابر رکھا جائے، ہر ایک کو دوسرے کے مقابلے میں برابر کا ہبہ کیا جائے اور کسی کو زیادہ حصہ نہ دے، نیز اس میں مذکر و مؤنث کو برابر حصہ دیا جائے۔''

(شرح صحیح مسلم : 6/6)

❀ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ .

''اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، اپنے بیٹوں کے مابین انصاف کرو۔''

(مسند الإمام أحمد : 275/4، سنن أبي داوٗد :3544، سنن النسائي : 262/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (5694) نے ''صحیح'' کہا ہے۔